محمد اصغر توحیدی (گوجرانوالہ)

اسلام پر عیسائی پادریوں کے اعتراضات اور ان کے جوابات

الحمدلله رب العالمين والصلوة والسلام على افضل المرسلين اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم

﴿هو الذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون﴾ (سورۃ الصف:۹)

برادرانِ اسلام! اللہ رب العزت نے اپنے آخری پیغمبر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ دین حق دے کر اس دنیا میں مبعوث فرمایا کہ جس دین کو دنیا کے تمام ادیان پر دلائل کا غلبہ عطا فرمایا۔ کوئی بھی دین چاہے آسمانی ہو یا کہ غیر آسمانی اس دینِ اسلام کا مقابلہ دلائل سے نہیں کر سکتا۔ یہ دین اسلام ہر دور میں تمام ادیان پر غالب رہا ہے اور قیامت تک ان شاء اللہ تعالیٰ غالب رہے گا۔

اس دین اسلام کے متعلق اس کے دشمن اس کے خلاف غلط قسم کا پروپیگنڈہ کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔ لیکن دین اسلام کے ماننے والے ان دشمنوں کے بے بنیاد الزامات اور اعتراضات کے جوابات بڑے احسن طریقہ سے دیتے آئے ہیں، دے رہے ہیں اور دیتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

پادری صاحبان مذہبی تعصب کی بنا پر دینِ اسلام پر کچھ اعتراضات کرتے ہیں۔ جن میں سے چند یک مندرجہ ذیل ہیں۔ پہلے ہم ان کا اعتراض نقل کریں گے۔ پھر اس کا جواب اللہ تبارک وتعالیٰ کی توفیق سے دیں گے۔ ان شاء اللہ۔

اعتراض نمبر 1

اسلام دہشت گردی کی ترغیب دیتا ہے (معاذ اللہ) وہ اس طرح کہ قرآن مجید میں یہ حکم ہے کہ مسلمان اپنے مخالفین کی گردنیں کاٹ دیں اور ان کے تمام اموال لوٹ کر اپنے تصرف میں لائیں۔ (اس سے پتہ چلا کہ دین اسلام امن کی ترغیب نہیں دیتا بلکہ جنگ وجدال کا حکم دیتا ہے) (بقول پادری صاحبان)

الجواب:

قبل اس کے کہ ہم اس کا جواب پہلے چند ایک امور کی طرف اہل علم کو توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں۔

پہلی بات...... اللہ تعالیٰ کو کفر قطعی ناپسند ہے۔ جس کی سزا آخرت میں یقینی اور قطعی ہے۔ بالکل اسی طرح وہ نافرمانی اور گناہ کو بھی مبغوض رکھتا ہے۔ کبھی کبھی کافروں اور نافرمانوں کو دنیا میں بھی سزا دیتا ہے۔ کبھی طوفانوں کے ذریعے۔ مثلاً نوح علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے مخالفوں کو پانی میں غرق کر دیا اور کبھی آسمان سے گندھک اور آگ برسا کر اور بستیوں کو الٹ کر ہلاک کیا گیا۔ مثلاً لوط علیہ السلام کے مخالفوں پر ایسا عذاب نازل کیا گیا تھا۔

دوسری بات...... گذشتہ پیغمبروں نے بھی کافروں (یعنی اپنے مخالفین کو) قتل اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا اور ان کے اموال کو لوٹا ہے اور یہ چیزیں محض شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی مختص نہیں ہیں اور اس کی مثالیں بائبل میں جابجا موجود ہیں۔

تیسری بات...... شریعت محمدیہ میں جہاد کے حکم کی صورت یہ ہے کہ پہلے کافروں کو وعظ ونصیحت کے ذریعہ اسلام کی دعوت دی جاتی ہے۔ اگر وہ اس کو قبول کر لیں تو بہتر ہے۔ ایسی صورت میں ان کی حیثیت اور مقام بالکل عام مسلمانوں جیسا ہوگا۔ لیکن اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو وہ جزیہ ادا کر کے اپنے مذہب کے مطابق پرامن زندگی گزار سکتے ہیں۔ اگر ان کو یہ چیزیں قبول نہ ہو اور وہ فتنہ و فساد پر آمادہ رہ کر دنیا کے امن کو تہہ وبالا کرنا چاہیں تو ایسی صورت میں پھر اُن کے خلاف دین اسلام میں جہاد وقتال کرنے کا حکم ہے۔

برادرانِ اسلام ملاحظہ فرمائیں کہ اسلام میں جہاد وقتال کے قوانین کیسے معقول اور انصاف کے مطابق ہیں۔ لیکن اس کے برعکس پادری صاحبان کس قدر بے باکی کے ساتھ یہ دروغ بیانی کرتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ حالانکہ یہ بات بالکل بے بنیاد اور خلاف واقعہ ہے۔ جبکہ مسلم فاتحین نے اپنے مفتوحہ علاقوں کے غیر مسلم لوگوں سے ایسا بہترین سلوک کیا کہ لوگ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ایسا اچھا سلوک تو ہمارے اپنے ہم مذہبوں نے بھی نہیں کیا جو امن وسکون ہمیں اسلام کے زیر سایہ علاقوں میں میسر آیا۔ وہ کہیں بھی میسر نہیں آتا۔

تاریخ اسلام میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں جبکہ اس کے برعکس نصرانیوں نے جن مسلم علاقوں کو فتح کیا تو اُن علاقوں کے رہنے والے مسلمانوں کے ساتھ جو برا سلوک ان مسیحی فاتحین نے کیا اس کی مثالیں بھی کتب تواریخ میں موجود ہیں۔

مثلاً اسپین (اُندلس) پر جب صلیبیوں کا تسلط ہوا جہاں مسلمانوں نے آٹھ سو سال تک حکومت کی۔ اندلس کے مسلمانوں پر جو سنگین مظالم صلیبیوں نے ڈھائے ان کو پڑھ کر ایک دردمند انسان کی آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب رواں ہو جاتا ہے۔ ان صلیبیوں کے تازہ مظالم کی مثالیں افغانستان اور عراق میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ یہ

لوگ تو اتنے ظالم ہیں کہ آپس میں مذہبی اختلاف کی بنیاد پر ایک عیسائی فرقہ نے دوسرے عیسائی فرقہ پر اس قدر ظلم کیے جو کہ انتہائی شقاوت قلبی پر دلالت کرتے ہیں۔

مثلاً کیتھولک فرقے کی ایک کتاب (مراۃ الصدق) ہے جو کہ انگریزی زبان میں ہے۔ اس کا ترجمہ پادری طامس انگلس نے عربی میں کیا ہے جو ۱۸۵۱ء میں طبع ہوئی۔ یہ کتاب اس فرقہ (کیتھولک) کے لوگوں کے پاس ہندوستان میں بکثرت موجود ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۴۱، ۴۲ پر لکھا ہے کہ پروٹسٹنٹوں (ایک عیسائی فرقہ کا نام) نے اپنے ابتدائی دور میں ۶۴۵ خانقاہیں اور ۹۰ مدارس اور ۲۳۷۶ گرجے اور ۱۱۰ شفاخانے کیتھولک فرقے والوں سے چھین لیے۔ پھر صفحہ ۴۵ پر لکھا ہے کہ ان کی پروٹسٹنٹوں کی طمع اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ انھوں نے مُردوں تک کو نہیں بخشا۔ ان کے جسموں کو جو عدم کی نیند سو رہے تھے بے حرمتی کی اور ان کے جسموں سے کفن اتار لیے۔

برادرانِ اسلام یہ ہے ان ظالموں کا اصل چہرہ۔ میں نے صرف یہ ایک مثال نقل کی ہے ورنہ اس قسم کے بیسیوں واقعات ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔

ہاں تو بات ہو رہی تھی کہ اسلام اپنے مخالفوں کو قتل کرنے کا حکم دیتا ہے اور ان کے اموال کو لوٹنا جائز سمجھتا ہے۔ اس لیے بقول پادری صاحبان یہ ایک دہشت گرد مذہب ہے۔ ہم کہتے ہیں اگر یہ دہشت گردی ہے تو ایسی دہشت گردی کی تعلیم خود عیسائی مذہب بھی دیتا ہے۔ مثلاً بائبل کتاب استثناء باب نمبر ۲۰ آیت نمبر ۱۰ تا ۱۵ تک کے الفاظ پڑھیں لکھا ہے کہ ''جب تو کسی شہر سے جنگ کرنے کو اس کے نزدیک پہنچے تو پہلے اسے صلح کا پیغام دینا اور اگر وہ تجھ کو صلح کا جواب دے اور اپنے پھاٹک تیرے لیے کھول دے تو وہاں کے سب باشندے تیرے باجگذار بن کر تیری خدمت کریں اور اگر وہ تجھ سے صلح نہ کرے بلکہ تجھ سے لڑنا چاہے تو تو اس کا محاصرہ کرنا اور جب خداوند تیرا اسے تیرے قبضے میں کر دے تو وہاں ہر مرد کو تلوار سے قتل کر ڈالنا۔ لیکن عورتوں اور بال بچوں اور چوپایوں اور اس شہر کے سب مال لوٹ کر اپنے لیے رکھ لینا اور تو اپنے دشمنوں کی اس لوٹ کو جو خداوند تیرے خدا نے تجھ کو دی ہو کھانا۔ ان سب شہروں کا یہی حال کرنا جو تجھ سے بہت دور ہیں۔ (بلفظہٖ)

برادرانِ اسلام (کتابِ استثناء) کی صرف اکیلی یہ ایک ہی عبارت عیسائی پادریوں کے تمام واہیات اعتراضات کے جواب میں کافی وشافی ہے۔ حالانکہ اس کے علاوہ بھی بائبل میں ایسی عبارات موجود ہیں۔ لیکن تمام کا احاطہ کرنا مقصود نہیں۔

بحمداللہ تعالیٰ علمائے اسلام نے خواہ وہ متقدمین میں سے ہوں یا متاخرین میں سے ہوں ان محققین نے اس عبارت کو عیسائیوں کے مقابلہ میں اپنی اپنی تصانیف میں نقل کیا ہے۔ مگر عیسائی پادری صاحبان ہمیشہ اس کے جواب میں ایسے خاموش رہتے ہیں گویا انھوں نے مخالف کے کلام میں اس عبارت کو دیکھا ہی نہیں۔ وہ اس عبارت کا کوئی بھی جواب نہیں دیتے۔ نہ اقرار کے ساتھ نہ تاویل کی صورت میں۔

معزز قارئین کرام! یہاں ایک واقعہ نقل کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ وہ یہ کہ جب ہندوستان پر ملکہ برطانیہ کی حکومت تھی اس نے ایک محکمہ افتاء قائم کیا تھا۔ جس میں ایک مسلمان عالم کو مفتی بھی رکھا جاتا۔ برطانیہ سے ایک پادری صاحب آئے اور آ کر مفتی صاحب کو کہا کہ مفتی صاحب میرا مسلمانوں کے خلاف ایک سوال ہے۔ جس کے جواب کے لیے میں آپ کو ایک سال کی مہلت دیتا ہوں۔ تو مفتی صاحب نے محکمہ کے ناظر کی طرف اشارہ کیا جو ایک ظریف اور خوش طبع شخص تھا۔ اس نے پوچھا فرمایئے کیا سوال ہے......؟

کہنے لگا آپ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ ہے کہ میں مامور بالجہاد ہوں۔ حالانکہ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو جہاد کا حکم نہیں ہوا۔ ناظر نے کہا کیا یہی وہ سوال ہے جس پر غور کرنے کے لیے آپ نے ہم کو ایک سال کی مہلت دینا چاہتے ہیں۔

پادری نے کہا ہاں۔

ناظر نے کہا کہ ہم آپ سے کوئی مہلت نہیں مانگتے اور دو وجہ سے اسی وقت جواب دیتے ہیں۔ اول اس لیے کہ ہم سرکار انگریزی کے ملازم ہیں اور ہم کو ایامِ تعطیل کے علاوہ قطعی فرصت نہیں تو ہم کو کون ایک سال کی مہلت دے گا۔ دوم اس لیے کہ اس سوال پر کسی خاص غور وخوض کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ ایک عام سا سطحی سوال ہے۔

پادری صاحِ جج کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا اس کے لیے جائز ہے کہ جب اس کے سامنے قاتل پر جرمِ قتل ثابت ہو جائے تو وہ کیا مجرم کو پھانسی دے دے؟ پادری نے کہا کہ نہیں کیونکہ اس کو یہ اختیار نہیں بلکہ اس کا منصب یہ ہے کہ وہ اس قاتل کو سیشن جج کے پاس بھیج دے۔ جو اس سے بڑا حاکم ہے۔

ناظر نے کہا تو کیا اس بڑے حاکم کو اختیار ہے کہ جب اس کے نزدیک جرم قتل ثابت ہو جائے تو قانون کے مطابق وہ اس کو قتل کر دے؟ پادری نے کہا نہیں۔ کیونکہ اس کو بھی اختیار نہیں بلکہ اس کا منصب صرف یہ ہے کہ معاملہ کی دوبارہ تحقیق کرے اور جو حاکم اس سے بالاتر ہو اس کو اطلاع دے تاکہ عدالت بالا سے قتل کا حکم صادر ہو۔ تب وہ بڑا حاکم اس کے قتل کا حکم دے۔

ناظر نے کہا تو کیا یہ تینوں ایک انگریزی حکومت کے مقرر کردہ نہیں ہیں۔

پادری نے کہا بے شک ہیں۔ لیکن یہ اختیارات کا اختلاف عہدوں اور منصب کے اختلاف کی بناء پر ہے۔

ناظر نے کہا آپ کے سوال کا جواب خود آپ کے کلام سے نکل آیا۔ اب سنیے کہ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی مثال پہلے دونوں حاکموں کی طرح ہے اور ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال حاکم اعلیٰ جیسی ہے۔

پھر جس طرح پہلے دونوں حاکموں کے بااختیار نہ ہونے سے تیسرے بڑے حاکم کا بااختیار نہ ہونا لازم نہیں آتا۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے بااختیار نہ ہونے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بااختیار نہ ہونا لازم نہیں آتا۔ چنانچہ پادری اس ناظر کا جواب سن کر لاجواب ہو گیا اور ناکام ہو کر چلا گیا۔

برادرانِ اسلام قرآن وسنت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں جہاد وقتال کے چار مقاصد ہیں۔

نمبر1...... اگر کوئی اسلامی حکومت پر حملہ آور ہو تو اس کا دفاع کرنا (مثلاً غزوہ احد واحزاب) وغیرھم

نمبر2...... اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت کسی غیر مسلم ریاست میں مظلوم ومقہور ہو تو اسے آزادی دلانے کی جدوجہد کرنا مثلاً فتح مکہ۔

نمبر3...... اگر غیر مسلموں کی قوت وشوکت اتنی بڑھ گئی ہو کہ اس سے اسلامی ریاست کے بقا اور ارتقاء کو خطرہ لاحق ہو تو از خود اقدام جنگ کر کے غیر مسلموں کی قوت وشوکت توڑ دینا۔ مثلاً غزوہ بدر۔

نمبر4...... غیر مسلم نظامہائے حکومت میں انسانوں کے مختلف گروہ اگر بے انصافی اور ظلم کا شکار ہوں تو انھیں اسلام کا نظامِ عدل مہیا کرنا۔ خواہ وہ دینِ اسلام قبول کریں یا نہ کریں۔ مثلاً فتح اندلس۔

ان چاروں مقاصد کی تفصیل کے لیے کافی وقت اور صفحات درکار ہیں۔ جس کی یہاں گنجائش نہیں۔

معزز قارئین کرام! اس مقالہ میں عیسائیوں کے دوسرے اعتراضات کے جوابات دوسری قسط میں بیان ہوں گے۔ ان شاء اللہ۔ سر دست ان کے اس ایک اعتراض کا جواب عرض کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ دینِ اسلام کو پوری دنیا پر غالب فرمائے (آمین)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اظہار تشکر

میرے والد گرامی کی وفات حسرت آیات پر جن علماء ومشائخ اور احباب نے جنازہ میں شرکت کی یا ذاتی طور پر تشریف لا کر یا بذریعہ خط یا ٹیلی فون تعزیت کی اور دعائے مغفرت فرمائی میں ذاتی طور پر ان تمام حضرات وخواتین کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم سے نوازے اور میرے والدین کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔ آمین۔ (محمد یاسین ظفر پرنسپل جامعہ سلفیہ)

مولانا فاروق اصغر صارم کا سانحہ ارتحال

تمام علمی، دینی اور عوامی حلقوں میں یہ خبر نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ نوجوان عالم دین معروف استاذ مولانا فاروق اصغر صارم گذشتہ دنوں ایک حادثہ میں رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا تعلق گوجرانوالہ سے تھا۔ جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے فارغ التحصیل ہوئے۔ بے حد ذہین اور محنتی تھے۔ بہت صالح اور کریم النفس تھے۔ سعودی وزارت اسلامیہ کے مبعوث داعی تھے۔ اپنے فرائض بڑے سلیقے سے ادا کرتے تھے۔ مختلف مدارس میں تدریسی فرائض سرانجام دیئے۔ مستقل خطبہ جمعہ کے علاوہ مختلف مساجد میں درس دیتے تھے۔ بہت عمدہ اور عام فہم گفتگو کرتے، جسے عوام بے حد پسند کرتے۔ بڑے ملنسار اور خلیق تھے۔ ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ لوگوں کی خوشیوں اور غموں میں شریک ہوتے تھے۔ ہر دلعزیز تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ہزاروں لوگ آپ کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے اور ہر آنکھ اشکبار تھی۔

آپ کی وفات سے ہم سب ایک اچھے استاذ، عالم دین اور خطیب سے محروم ہوئے ہیں۔ آپ نے جہاں اپنے اہل خانہ کو سوگوار چھوڑا، وہاں آپ کے سینکڑوں طلبہ بھی متاثر ہوئے اور ایک ایسا خلاء پیدا ہوا جو مدتوں پُر نہ ہو سکے گا۔

ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس مین جگہ نصیب فرمائے۔ بشری لغزشوں کو معاف فرمائے اور تمام لواحقین اور وابستگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین۔

ادارہ جامعہ سلفیہ مولانا کی وفات پر دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور بلندی درجات کے لیے دعا گو ہے۔

☆☆O☆☆

حافظ نذیر احمد اظہر کو صدمہ

جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے استاذ حافظ نذیر احمد اظہر صاحب کی والدہ محترمہ طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت صالحہ، صابرہ، شاکرہ اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ طویل بیماری میں جس قدر صبر کا مظاہرہ کیا، وہ ایک مثال ہے۔ مرحومہ کی نماز جنازہ قاری محمد رمضان صاحب مدرس جامعہ سلفیہ نے پڑھائی اور مقامی قبرستان چک نمبر 9 تحصیل ننکانہ میں دفن کر دیا گیا۔ نمازِ جنازہ میں لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ جامعہ سلفیہ کے اساتذہ وطلبہ نے خصوصی طور پر شرکت کی۔

ادارہ جامعہ سلفیہ حافظ صاحب ودیگر لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے مرحومہ کی بلندی درجات کے لیے دعا گو ہے۔ اللھم اغفر لھا وارحمھا وادخلھا الجنة الفردوس۔

☆☆O☆☆

مسٹر بیگ سے اظہار تعزیت

مجلّہ ترجمان الحدیث کے ڈیزائنر مرزا ذوالفقار المعروف مسٹر بیگ کا نوعمر بیٹا مختصر علالت کے بعد وفات پا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ادارہ ترجمان الحدیث مرزا صاحب سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو والدین کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے اور انھیں مرحوم کا نعم البدل عطاء فرمائے۔ آمین۔